www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی۔ ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی (علیگ)

خاتم النبیین

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف قرآن مجید ان الفاظ میں کراتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ رسول اللہ د خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے)

خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ لا نبی بعدی کا بھی یہی مطلب ہے اور آپؐ کی غزوۂ بدر کی دعا بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا: "یا اللہ اگر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو پھر کبھی بھی تیری عبادت نہیں ہوگی۔"

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قرآن مجید ہمیں پہنچا ہے۔ آپؐ ہی کے واسطے سے انسان کمالِ علم وہدایت پر فائز ہوا ہے۔ اس علم وہدایت ہی پوری نوعِ انسانی کے فلاح پانے کی ضمانت ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ○ کہ ہم نے آپ کو پوری نوعِ انسانی کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور یہ کہ ہم نے آپ کو تمام اقوامِ عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نوعِ انسانی آپؐ کی بعثت کے بعد ... . نئی بعثت کی احتیاج سے بے نیاز ہو گئی ہے اور آپؐ ہی کے اتباع اور نفوذ سے غیر پیغمبرانہ قیادت کی رہنمائی میں تمام پسندیدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

در اصل نئی بعثت کی احتیاج امم سابقہ میں صرف اسی وقت پیدا ہوتی تھی جب منزل من اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت محفوظ نہ رہی ہو یا بغیر پیغمبرانہ قیادت کے اصلاحِ احوال مؤثر نہ رہی ہو یا نئی بعثت کے ذریعہ کوئی اعلیٰ تر نصب العین اور اس کے حصول کے لیے اور زیادہ مؤثر طریق کار نوعِ انسانی کو پہنچانا باقی رہ گیا ہو۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصود ایک ایسا معاشرہ پیدا کر کے اس کے ذریعہ دینِ حق کو بین الاقوامی سطح پر غالب کرنا ہے جو نوعِ انسانی کی وحدت کے تصور پر مبنی ہو۔ (یَاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ) اخلاقی جدوجہد کرنے والے اور روحانی الذہن افراد پر مشتمل ہو (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) جن کی جدوجہد کا رخ یہ ہو کہ فرد اور معاشرہ ہر قسم کے خوف و غم سے محفوظ رہیں کیونکہ یہی منزل من اللہ ہدایت کا مقصود تھا اور ہے (فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) اور اس معاشرے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی خاص وفاداری جس میں "شرک فی النبوۃ" کا شائبہ پیدا نہ ہو سکے اس لیے ضروری ہے کہ کلمۂ طیبہ کے جزوِ اول لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لانے سے فرد شرک سے پاک ہوتا ہے اور جزوِ ثانی محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے اس آیت پاک کے مطابق لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ "رسول کے ساتھ غیر منقسم وفاداری رکھنے ہی سے معاشرہ اختلال سے محفوظ رہ سکتا ہے اور جس طرح توحید پر ایمان کے بغیر ایک خدا اس کی ایک طاقت، ایک نظام اور ایک قانون پر ایمان راسخ نہیں ہو سکتا اسی طرح صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو توحید و رسالت اور آخرت اور انبیائے سابقین کی اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کی سند مانے بغیر اور معیارِ عمل اور نمونۂ کمال کی حیثیت سے قبول کیے بغیر معاشرہ اختلال سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

علم سے عمل کا پیدا ہونا ضروری نہیں۔ عمل کے لیے مقصد کا شعور ہونا حق و باطل کے درمیان تضاد اور تصادم کا محرکِ عمل ہونا اور معیار کا پیشِ نظر ہونا اور نمونۂ کمال کا سند ہونا ضروری ہے۔ معاشرہ جن افراد پر مشتمل ہو ان کے پسندیدہ نمونے پر ڈھلنے کے لیے مابعد الطبیعی اساس کی حیثیت سے ایمان باللہ، ایمان بالآخرت سے عمل کا صحیح رخ اس وقت تک متعین نہیں ہو سکتا جب تک اس مقصد سے سازگاری کے اصول پر تخلیقِ کائنات متصور نہ ہو اور حق و باطل کے درمیان تضاد و تصادم محرکِ عمل نہ ہو۔ اس محرکِ عمل کے بغیر جاں سپاری اور سرفروشی کی امنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حق کی خاطر اپنے آپ قربان کرنے کی امنگ پیدا نہیں ہو سکتی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی ایک بنیاد قرآن مجید کا تکمیلِ دین کا دعویٰ بھی ہے جس کا مفہوم ہماری سمجھ میں اس لیے نہیں آتا کہ اپنے زوال سے سازگاری کی نفسیات کے تحت ہمارا "تکمیلِ دین" کا تصور مسخ ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم چند مابعد الطبیعی عقائد، چند اخلاقی اسباق، چند تمدنی ضوابط، چند عدالتی قوانین، چند معاشرتی اصولوں اور چند رسوم وظواہر کو تکمیلِ دین سمجھتے ہیں اور اپنی زوال پذیر مذہبیت کے تابع تکمیلِ دین کا مفہوم وضع کرتے ہیں۔

قرآن مجید تو خاتم الانبیاء علیہم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت کی غایت اور اس تک پہنچانے کا دعویٰ اس تحدی کے ساتھ کرتا ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ "کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر اگرچہ یہ بات مشرکین کو ناپسند ہو" اور جس طریق کار میں اس مقصد کو پانے کی اور چیلنج کے پورا ہونے کی ضمانت ہے۔

اسی کے پیش نظر قرآن مجید حجۃ الوداع کے روز نازل ہونے والی اس آیت میں تکمیلِ دین کا دعویٰ کرتا ہے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

کہ آج کے دن وہ لوگ مایوس ہو گئے جنھوں نے تمہارے دین سے انکار کیا۔ پس ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دینِ اسلام پسند فرما لیا۔

مگر جب تک ہماری سمجھ میں یہ بات نہ آئے کہ کفار کی مایوسی کی وجہ کیا تھی ہم کبھی تکمیلِ دین کے مفہوم کو نہیں پا سکتے۔ کفار کو مایوسی اس وجہ سے ہوئی کہ "لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" کا چیلنج پورا ہو گیا اور کافروں کو اس چیلنج کے پورا ہونے سے مایوسی یہ ہوئی کہ اب اسلام مغلوب نہیں ہو سکتا اور ہم غالب نہیں آ سکتے۔ دینِ حق کا یہ غلبہ اور کفار کا اپنے غلبے سے مایوس ہونا جس ہدایت کا نتیجہ ہے وہ دو شرطوں پر مشتمل ہے۔ ایک تو غایتِ تخلیقِ کائنات، غایتِ بعثت اور غایتِ نزولِ قرآن کا ایک ہونا، دوسرے کائناتی سطح پر جس تکوینی قانون سے نتائج پیدا ہوتے ہیں اس قانون کا تاریخی سطح پر تاریخی کشمکش کے نتائج کو متعین کرنے والے قانون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تعلق اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ اس مابعد الطبیعی قانونِ سعادت و شقاوت سے ربط جس پر قوموں اور تہذیبوں کی بقا اور فنا کا انحصار ہے۔ ان تینوں قوانین کا باہم دگر مربوط ہونا۔ ان دو شرطوں پر اس چیلنج کے پورا ہونے کا انحصار ہے۔ اگر ہم قرآن مجید سے ان قوانین کو متعین کر سکیں تو کافروں کی مایوسی کے اعتبار سے ہر یوم ویسا ہی "الیوم" ہو گا جیسا حجۃ الوداع کا دن تھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمارا ان قوانین سے مشرف کیا جانا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کی ایک اور اساس ہے۔ یہی وہ قوانین ہیں جن کی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے۔

"لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا"

وہ تین قوانین یہ ہیں۔

۱۔ کائناتی قانونِ تضاد: جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ۔

۲۔ اصحاب میمنہ اور اصحاب مشئمہ کے درمیان تصادم کا قانون۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ۔

۳۔ وہ قانونِ سعادت و شقاوت جو اصحابِ میمنہ کے غلبے اور اصحاب مشئمہ کی شکست کا ضامن ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔

نفسِ انسانی حرص و لالچ سے پاک ہو تو نشو و نما کی نفع بخشی کی اور فیض رسانی کی راہیں کھولتا ہے اور حرص و لالچ میں مبتلا رہے تو مزعومہ مفادات پیدا کر کے نفع بخشی اور فیض رسانی اور نشو و نما کی راہیں بند کرتا ہے۔

مگر جب سے ہم "استعمار" سے مغلوب ہوتے ہیں ہمارے معاشرے کی اساس دین کے بجائے وطن پرستی کر دی گئی، معیشت حرام حلال کے امتیاز سے آزاد ہو گئی۔ سیاست بھی لادینی ہو گئی اور نظام تعلیم بھی لادینی ہو گیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ عقیدے کا کوئی اثر نہ معاشرت پر رہا نہ معیشت پر، نہ سیاست پر نہ ثقافت پر نہ تعلیم پر۔ اس صورت حال نے عقیدے کو ایک وہم باطل (MYTH) کر کے رکھ دیا اور عبادات کا اثر معاشرت، معیشت، سیاست، ثقافت اور تعلیم پر نہ رہنے سے عبادات رسوم و ظواہر میں تبدیل ہو گئیں۔ اور آج جسے ہم دینی تعلیم کہتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ بھی لادینی نظامِ حیات سے اس معنی میں سازگاری پر قائم ہے کہ وہ مراسم دینی کے ادا کرنے کی تربیت پر مشتمل ہے اور یہ بھی ذہن نے عملاً لادینی نظام کے آگے سر ڈال دی ہے۔ اور کسی گوشہ سے یہ دعویٰ نہیں کیا جا رہا کہ عقائد کو، جو اوہام بن چکے ہیں اور عبادات کو جو رسوم و مظاہر بن چکی ہیں کسی طرح عقائد راسخہ اور عبادات صحیحہ بنایا جا سکتا ہے۔

ان احوال میں ہمارا فرض ہے کہ اپنی "دین پناہی" کا جائزہ لے کر ان موثرات کا تدارک کریں جن کی بدولت جدید تعلیم یافتہ ذہن یقین و عمل سے محروم ہو رہا ہے۔

اس دور کے مسائل اس ماحول میں پیدا ہو رہے ہیں کہ فرد اور معاشرے کا تضاد ابھر رہا ہے شہری اور ریاست کے مفادات ٹکرا رہے ہیں، معاشی تخلیق کا عمل حقوق کے تصادم کی بنا پر اس تعاون سے محروم ہو چکا ہے جو تخلیقِ دولت کے لیے ضروری ہے۔ اخلاق اور معیشت میں تصادم اور اخلاق اور سیاست میں تضاد انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اخلاقی فضیلت اور حیاتیاتی مسرت میں ہم آہنگی کا اس دور میں تصور بھی نہیں کیا جا رہا۔ ایمان اور علم اور ایمان اور عمل کے درمیان تضاد ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ دین و دنیا اور دنیا و آخرت کا تضاد انحراف کی راہ پر لے آیا ہے۔ کیا خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات سے ان مسائل کو حل کیے بغیر جو اس ماحول میں پیدا ہو رہے ہیں انحراف سے نہیں روکا جا سکتا۔

اگر اسلام یقین کو عمل پر مقدم رکھتا ہو تو کیا اس یقین کو مہیا کرنے کی تدبیر کے بغیر جو عمل سے پہلے ضروری ہے تکمیلِ دستورِ حیات کے نعرے سے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور اتحاد بین المسلمین کا وعظ کارآمد ہو سکتا ہے!!

سیرتِ مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

• از حضرت العلام مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

یہ کتاب کافی مدت سے نایاب تھی حال ہی میں نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے

گلیز کاغذ ۔ نہایت عمدہ ڈائی دار جلد
قیمت :- صرف ۲۸/۵ روپے

سبحانی اکیڈمی، ۱۹۰ - اردو بازار، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ